جہاد فی سبیل اللہ۔ قرآن و سنت کی روشنی میں

زاہد علی زاہدی☆

لفظ جہاد جہد سے نکلا ہے جس کے معنی کوشش کے ہیں۔ مفردات راغب میں **الجہد والجھد** کے معنی وسعت و طاقت اور تکلیف و مشقت کے بتائے گئے ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ **الجھد** (فتح جیم) کے معنی مشقت کے ہیں اور **الجہد** (بضم جیم) طاقت اور وسعت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے **الجہد** کا لفظ صرف انسان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

والذین لایجدون الاجھدھم (۱)

"اور جنھیں اپنی محنت و مشقت (کی کمائی) کے سوا کچھ میسر نہیں ہے۔"

اور آیت کریمہ **واقسموابالله جهدايمانهم** (۲) کے معنی یہ ہیں کہ وہ بڑی زور زور سے قسمیں کھاکر کہتے ہیں کہ وہ اس میں اپنی انتہائی کوشش صرف کریں گے۔

اسلامی اصطلاح میں جہاد سے مراد اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کی خاطر کوشش کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرح کی کوششوں کو اسلام میں جہاد نہیں کہتے بلکہ صرف وہی کوشش جہاد ہے جو خدا کی راہ میں کی جائے جیساکہ قرآن مجید میں ہے:

ان الذین امنوا والذین هاجروا وجهدوافی سبیل الله اولئک یرجون رحمت الله والله غفور رحیم (۳)

"اور بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ غفورالرحیم ہے۔"

جہاد ہی کے مفہوم میں قرآن میں قتال کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جیساکہ سورہ توبہ میں ہے:

یایهاالذین امنو اقاتلوا الذین یلونکم من الکفار (۴)

"اے ایمان والو (اپنے نزدیک کے رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔"

مگر اس کے لئے بھی اللہ کی راہ میں قتال کرنا ضروری ہے جیساکہ کہا گیا ہے:

ومن یقاتل فی سبیل الله فیقتل اویغلب فسوف نوتیه اجرا عظیما(۵)

"اور جو اللہ کی راہ میں قتال کرے گا اور قتل ہوجائے گا یا غالب رہے گا تو

☆ استاد شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

ہم جلد اس کو بہت بڑا اجر دیں گے۔"

اس طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام میں ہر کام کی طرح جہاد و قتال بھی للہ فی اللہ ہونا چاہئے اور اس کا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہئے۔ رنگ، نسل، زبان یا جغرافیائی حدود کی حفاظت و برتری کی خاطر جنگ کرنا جہاد نہیں ہے حتیٰ یہ کہ اگر رضائے الٰہی مقصود نہ ہو تو ملک کی خاطر جنگ کرنا بھی جہاد میں شامل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک اہم کام جنگ و جدل نہیں بلکہ اعلائے کلمہ حق ہے اب اگر اس کے لئے جنگ ضروری ہو تو جنگ کرو صلح ضروری ہو تو صلح کرو۔ قرآن نے مومنین کے مقابلے میں کفار کی جنگ کو شیطان کی راہ میں جنگ قرار دیا ہے جیساکہ سورہ نساء میں ہے:

الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطن کان ضعیفا (۶)

"جو ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، وہ طاغوت (شیطان) کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔"

بعینہ یہی کیفیت شہادت کی ہے۔ یعنی جہاد و قتال کی طرح شہادت بھی ایسی موت کو کہتے ہیں جو اللہ کی راہ میں آجائے۔ ادھر ادھر کی راہ میں، قوم پرستی، زبان پرستی یا فرقہ پرستی کی راہ میں مارا جانے والا شہید نہیں ہے یا کم از کم شہید فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ قرآن نے اس کو بھی واضح کردیا ہے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون (۷)

"اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔"

پس یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف جان دے دینا عظمت کی بات نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جان دینا باعث اجر و ثواب ہے۔ اس طرح جہاد کی تعریف یہ ہوئی کہ "جہاد اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے اس انتہائی کوشش کرنے کو کہتے ہیں جس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو اور شہادت اس راہ میں اپنی جان قربان کرنے کا نام ہے۔"

وہ جہاد جو واقعی جہاد ہے اس کی فضیلت قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہے اس جہاد کو فلاح کا ذریعہ بتایا گیا ہے:

وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (۸)

"اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

اس جہاد کو رحمت اور مغفرت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے:

ان الذین امنوا والذین ھاجروا و جھدوافی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم (۹)

"اور بے شک وہ جو ایمان لائے' اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور فی سبیل اللہ جہاد کیا' وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ غفور و رحیم ہے۔"

یہی ہے وہ جہاد جوکہ قرآن کے نزدیک انسان کے لئے فضیلت کا باعث ہے اور جو انہیں جہاد نہ کرنے والوں کے مقابلے میں اجر عظیم کی نوید سناتا ہے:

لایستوی القعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجھدین باموالھم وانفسھم علی القعدین درجتہ وکلا وعداللہ الحسنی و فضل اللہ المجھدین علی القعدین اجرا" عظیما" درجت منہ و مغفرۃ" و رحمتہ وکان اللہ غفورا رحیما (۱۰)

"بیٹھے رہنے والے مومنین.اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے یکساں نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے اور اللہ نے ہر اک سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے لیکن اللہ نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر اجر عظیم سے فضیلت دی ہے۔ اس کی طرف سے درجات اور مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ

ایک شخص (تمام دنیاوی دھندوں سے جان چھڑا کر) پہاڑ کی طرف عبادت کی غرض سے نکل گیا لیکن اس کے عزیز اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے (کہ آنحضرتؐ اسے کچھ سمجھائیں)۔

سرکار رسالتؐ نے اسے ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا: "جہاد کے کسی میدان

میں مسلمان کا ایک دن کا صبر اس کی چالیس سالہ عبادت سے بہتر ہے۔" (۱۱)

نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

کوئی بھی قدم مجھے دو قدموں سے زیادہ پسند نہیں ہے: ایک تو وہ قدم جسے مومن راہ خدا میں جہاد کے لئے تیار ہونے والی صفوں کو پر کرنے کی غرض سے اٹھاتا ہے' اور دوسرا جسے مومن کسی قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے لیے اٹھاتا ہے۔ (۱۲)

حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ یہ پرہیزگاری کا لباس' اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے۔ (۱۳)

آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ

اسلام (لانے) کے بعد جہاد ہی افضل عمل ہے۔ وہ دین کا سہارا ہے' عزت و شرف کے ساتھ ہی اس میں بہت بڑا اجر ہے' اس میں ساری کی ساری نیکی ہے اور شہادت کے بعد جنت کی خوشخبری ہے۔ (۱۴)

جہاد کو خدا نے آزمائش کا ذریعہ قرار دیا ہے جیساکہ سورہ محمدؐ میں ہے:

ولنبلونکم حتی نعلم المجھدین منکم والصبرین و نبلوا اخبارکم(۱۵)

"اور ہم تمہاری ضرور آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو جان لیں اور ان کے حالات کی جانچ کرلیں۔"

زیرِنظر آیت اور اس کے علاوہ دیگر آیات میں جہاد میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو صبر کرنے والا کہا گیا ہے اور اس طرح قرآن مجید میں صبر کرنے والوں کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے جہاد کرنے والوں کو وہ فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے مثلاً:

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصبرین (۱۶)

"اور کتنے ہی نبی ہیں جن کی معیت میں بہت سے اللہ والوں نے قتال کیا پس نہ تو انہوں نے اس مصیبت پر جو انہیں اللہ کی راہ میں جھیلنی پڑی

ہمت ہاری' اور نہ ہی کمزوری ظاہر کی' اور نہ ہی (دشمن سے) دبے' اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

فاتھم اللہ ثواب الدنیا و حسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین(۱۷)

"پس اللہ نے انھیں دنیا کا ثواب اور آخرت کا بہتر ثواب بھی عطا فرمایا اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

سورہ توبہ قرآن مجید کا وہ سورہ ہے جو آخر آخر میں نازل ہوا اس سورہ کا بہت بڑا حصہ جہاد سے متعلق ہے بلکہ جہاد کے حوالے سے بہت سے احکامات پر مشتمل ہے۔ اس کی بارہویں آیت میں ہے کہ

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لاایمان لھم لعلھم ینتھون (۱۸)

"اور اگر وہ (مشرکین) معاہدے کے بعد اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعن و طنز کریں تو تم کفر کے سربرآوردہ لوگوں سے جنگ کرو اس لئے کہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں' شاید وہ دستبردار ہوجائیں۔"

اس آیت سے کئی باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ عہد شکن کرنے والے سے جنگ کرنا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ کفر کے آئمہ یعنی رہبروں سے جنگ کرنی چاہئے کیونکہ عام لوگ اپنے رہبر اور لیڈر ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں لہذا دشمن کے لیڈر سے جنگ کرنے سے ان کی اصل قوت پر حملہ کرنا ممکن ہوجائے گا اس طرح شاخوں کو کاٹنے کے بجائے جڑ کو کاٹنا ممکن ہوگا۔ کنزالعمال میں اس بارے میں ایک عجیب حدیث آئی ہے:

مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کردو اور ان کے جوانوں کو باقی رہنے دو۔(۱۹)

شاید اس سے مقصد یہ ہو کہ جوانوں کے اندر قبولیت دین کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ اسلام کی طرف آجائیں گے لیکن بوڑھے چونکہ اپنے افکار و نظریات میں پختہ ہوچکے ہیں اس لئے وہ زیادہ شدید دشمن ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت ۱۶ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاد کے ذریعے آزمائش کے بغیر ہرگز نہیں چھوڑے گا۔

ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون (۲۰)

"کیا تم گمان رکھتے ہو کہ تمہیں (تمہاری حالت پر) چھوڑ دیا جائے گا جب

کہ ابھی جہاد کرنے والے اور خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ کر محرم راز بنانے والے ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز نہیں ہوئے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے۔"

اسی سورہ میں جہاد کو ان تمام چیزوں پر فضیلت دی گئی ہے جوکہ زمانہ جاہلیت میں وجہ افتخار تھی جیساکہ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ شیبہ اور عباس بن عبدالمطلب میں سے ہر ایک دوسرے پر افتخار کررہے تھے اور عباس نے کہا کہ مجھے ایسا امتیاز حاصل ہے کہ جو کسی کے پاس نہیں اور وہ ہے خانہ خدا کے حاجیوں کو پانی پلانا۔ شیبہ نے کہا کہ میں مسجدالحرام کو تعمیر کرنے والا ہوں اور خانہ کعبہ کا کلید بردار ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام وہاں سے گزر رہے تھے جب انہوں نے یہ باتیں سنی تو کہا کہ میں کم سن ہونے کے باوجود تم پر ایسا افتخار رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ انہوں نے پوچھا "وہ کون سا افتخار و امتیاز ہے۔" تو آپؑ نے فرمایا: "میں نے تلوار سے جہاد کیا یہاں تک کہ تم خدا اور رسولؐ پر ایمان لے آئے۔" عباس غصے میں آکر کھڑے ہوگئے اور دامن کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور پوچھا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی: "یا رسول اللہؐ اگر مجھ سے انہیں تکلیف پہنچی ہے تو میں نے تو ایک حقیقت بیان کی تھی۔ کوئی حق بات پر ناراض ہوتا ہے تو ہو اور خوش ہوتا ہے تو ہو۔" اس موقع پر سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

اجعلتم سقایته الحاج وعمارة المسجدالحرام کمن امن بالله والیوم الاخر وجاھد فی سبیل الله لا یستون عند الله والله لا یھدی القوم الظلمین ○ الذین امنوا وھاجروا وجاھدوافی سبیل الله باموالھم وانفسھم اعظم درجته عندالله واولئک ھم الفائزون ○ (۲۱)

"کیا حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدالحرام کو آباد کرنے کا عمل اس شخص (کے عمل) کی طرح قرار پاسکتا ہے جو خدا اور روز جزا پر ایمان لایا ہے اور اس نے اس کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ (یہ دونوں) خدا کے ہاں ہرگز برابر نہیں ہیں اور خدا ظالموں کو ہرگز ہدایت نہیں کرتا۔ وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کے ہاں ان کا مقام و منزلت بلند ہے اور وہ عظیم نعمت پر فائز ہیں۔"

اسی سورہ میں ایک دوسرے مقام پر جہاد فی سبیل اللہ کے راستے میں رشتہ داری' تجارت اور

آسائش دنیا کو اہمیت دینے والے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قل ان کان اباؤکم وابناء وکم واخوانکم وازواجکم و عشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفسقین (۲۲)

"کہہ دو اگر تمہارے آباء و اجداد' اولاد' بھائی' ازواج اور تمہارا قبیلہ اور وہ اموال جو تمہارے ہاتھ لگے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے وہ تمہارے پسندیدہ گھر تمہاری نظر میں خدا' اس کے پیغمبر اور اس کے راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تم پھر انتظار کرو کہ خدا تم پر اپنا عذاب نازل کرے اور خدا نافرمانوں کو ہدایت نہیں کرتا۔"

جہاد کے حوالے سے یہ سوال نہایت اہم ہے کہ کن لوگوں سے جہاد کرنا چاہئے تو اس کا ایک جواب تو سورہ توبہ کی آیت ۱۲ میں دیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو عہد شکنی کرتے ہیں ان سے جنگ کرو نیز ایک جواب اسی سورہ کی آیت نمبر ۲۹ میں ہے کہ:

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (۲۳)

"اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روز جزا پر اور نہ اسے حرام سمجھتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے خضوع و تسلیم کے ساتھ جزیہ دینے لگیں۔"

مندرجہ بالا آیت سے مراد یہ ہے کہ ہر اہل کتاب سے جنگ نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت میں رہنے والے وہ غیر مسلم جو اسلامی سرزمین کے وسائل سے استفادہ بھی کرتے ہیں لیکن حکومت اسلامی کو ٹیکس دینے پر آمادہ نہیں یعنی وہ اسلامی حکومت کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔ یہ بات کسی بھی حکومت کے لئے قابل برداشت نہیں کہ اس کی رعایا کا ایک گروہ ٹیکس ادا نہ کرے۔ مسلمان تو زکوۃ و خمس ادا کرتے ہیں جوکہ عبادات میں سے ہے لیکن ظاہر ہے کہ غیر مسلم اسلامی عبادات کو

تو انجام دینے سے رہے تو ان کے لئے ایک خاص رقم جزیے کے طور پر دینا لازم قرار دیا گیا ہے اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے اس سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس مختصر سے مالیہ کی ادائیگی کے بعد ان کی جان' مال' عزت و آبرو و مقدسات اسی طرح محترم ہوجاتے ہیں جس طرح مسلمان کی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی حکومت اسلامی پر عائد ہوتی ہے۔ اور وہ وقت ضرورت جہاد میں حصہ لینے سے بھی مستثنیٰ ہیں۔ اسی سورہ میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

یاایھاالنبی جاھدالکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماوھم جھنم وبس المصیر (۲۴)

"اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو' ان پر سختی کرو' ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ان کا انجام کیسا برا ہے۔"

کافروں سے جہاد تو واضح ہے کہ ان سے مسلح جنگ بھی کرسکتے ہیں لیکن منافقوں سے جنگ کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ وہ کس طرح کی جائے کیونکہ منافق بظاہر مسلمان ہوتا ہے اور خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجودیکہ بہت سوں کے نفاق سے واقف ہوچکے تھے جنگ و جدل یا سختی نہیں کرتے تھے لہذا منافقوں سے جہاد سے مراد ان کی مذمت' سرزنش' تہدید اور رسوا کرنا ہے جیساکہ مفسرین کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے۔

ایک اور موقع جبکہ جہاد واجب ہوجاتا ہے وہ وہ ہے کہ جب ظالموں کے چنگل میں مظلوم قید ہوں اور ان کو اس ظلم سے نجات دلانا ہو جیساکہ قرآن نے کہا ہے:

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخر جنامن ھذہ القریتہ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا" (۲۵)

"اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے' ان ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی جناب سے ہمارے لئے ایک سرپرست قرار دے اور ہمارے لئے اپنے حضور سے ایک مددگار بنادے۔"

گویا مظلوم کی دادرسی کے لئے جہاد کرنا چاہئے۔ اسی طرح قرآن نے یہ بھی کہا ہے کہ فتنہ کی سرکوبی

کے لئے جہاد کرو۔ سورہ بقرہ میں ہے:

وقتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للّٰہ (۲۶)

"اور ان سے یہاں تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے (خالص) ہوجائے۔"

خلاصہ یہ کہ جہاد ان کافروں سے ہے جو مسلمانوں سے مقابلے کے لیے نکلیں یا اسلامی سرزمین میں رہنے کے باوجود اسلامی حکومت کو تسلیم نہ کریں یا جنہوں نے مظلوموں کو اپنے شکنجہ ظلم میں قید کر رکھا ہے یا پھر معاشرے میں فتنہ برپا کررہے ہیں۔

قرآن میں جہاں جہاد اور مجاہدین کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہیں جہاں سے جی چرانے والوں کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ صرف سورہ توبہ میں اس سلسلہ میں کئی آیات ہیں۔ آیت ۳۸۔۳۹ میں ہے:

یاایھاالذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل ○ الا تنفروا یعذبکم عذابا" الیما" ویستبدل قوما" غیر کم ولا تضر وہ شیئا واللہ علی کل شی قدیر (۲۷)

"اے ایمان والو جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں جہاد کے لئے نکل پڑو تو کیوں زمین پر اپنا بوجھ ڈال دیتے ہو؟ (یعنی سستی کرتے ہو) کیا تم آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر راضی ہوگئے ہو؟ حالانکہ حیات دنیا کی متاع آخرت کے بدلے میں کچھ بھی نہیں مگر بہت ہی کم۔ اگر تم (جہاد کی طرف) حرکت نہ کرو تو (خدا) تمہیں دردناک عذاب دے گا اور کسی دوسرے گروہ کو تمہاری جگہ مقرر کردے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکو گے اور خدا ہرچیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

جو شخص جہاد کو ترک کردے گا خداوند عالم اسے ذلت کا لباس پہنائے گا' اس کی معیشت میں فقرو تنگدستی پیدا کردے گا اور اس کے دین کو ناقص کردے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت کو گھوڑے کی ٹاپوں اور نیزے کی انیوں (جہاد کے وسائل) کے ذریعہ عزت بخشی ہے۔ (۲۸)

حضرت علیؑ نے بھی کم و بیش اس طرح کے الفاظ میں ترک جہاد کی مذمت کی ہے۔

پس جو شخص جہاد کو ترک کردیتا ہے خداوند عالم اسے ذلت و خواری کا لباس پہناتا اور مصیبت و ابتلاء کی ردا اوڑھادیتا ہے۔ وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرادیا جاتا ہے' مدہوشی و غفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے۔

اسی طرح میدان جنگ سے فرار کو غضب الٰہی کا سبب قرار دیا گیا ہے:

یایہا الذین امنوا اذالقیتم الذین کفروازحفا فلا تولوهم الادبار ومن یولهم یومئذ دبره ○ الامتحرفا" لقتال او متحیزا الی فئته فقد باء بغضب من الله وماواه جهنم و بئس المصیر ○ (۲۹)

"اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں کافروں کا سامنا کرو تو ان سے پشت نہ پھیرو۔ اور جو شخص اس وقت ان سے پیٹھ پھیرے گا مگر یہ کہ اس کا مقصد میدان سے پلٹ کر نیا حملہ کرنا ہو یا (مجاہدین کے) گروہ سے ملنا ہو تو (ایسا شخص) غضب پروردگار میں گرفتار ہوگا اور اس کی قرار گاہ جہنم ہے اور یہ کیسی بری جگہ ہے۔"

لیکن اگر کسی کے اندر فطری بزدلی پیدا ہوگئی ہو تو اس کے لیے رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

جو شخص جہاد میں بزدلی دکھاتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مال کے ذریعہ ایسے شخص کو تیار کرے جو راہ خدا میں جاکر جہاد کرے۔ مجاہد فی سبیل اللہ کو اگر غیر کے مال کے ساتھ تیار کیا جائے تو اس کے لیے جہاد کا ثواب ہوگا۔ جو اسے تیار کرے گا' اس کے لیے راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب ہوگا' اور یہ دونوں کام فضیلت شمار ہوتے ہیں۔ البتہ راہ خدا میں جان کا قربان کرنا' مال کے راہ خدا میں قربان کرنے سے افضل ہے۔ (۳۰)

اس بارے میں حضرت علیؑ نے بھی ایک راستہ بتایا ہے:

بزدل کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جہاد کے لیے نکلے' کیونکہ اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ جس جہاد کے لیے جانا چاہتا ہے اس کے لیے کام کرسکتا ہے یا

نہیں۔ اسے اپنے مال سے کسی اور کو تیار کرنا چاہئے۔ اس طرح اسے ہر بات میں اس کے برابر اجر ملے گا اور مجاہد کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

(۳۱)

پس اسلام میں جہاد کو باقاعدہ ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے' اس کی بہت تاکید کی گئی ہے اور اس سے منہ موڑنے پر مذمت کی گئی ہے اور اس میں شرکت کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں مثلاً رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

راہ خدا میں ایک رات پہرہ دینا ایسی ایک ہزار رات سے افضل ہے جس میں رات کو عبادت کی جائے اور دن کو روزہ رکھا جائے۔ (۳۲)

آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ:

جو کسی نمازی کا خط پہنچائے وہ ایسا ہے جیسے کسی نے غلام آزاد کیا ہو اور وہ اس کے غزوہ کے باب یا ثواب میں شریک بھی ہو۔ (۳۳)

جو شخص کسی نماز کی ایک دھاگا یا ایک سوئی کے ساتھ معاونت کرکے اسے جنگ کے لیے تیار کرے تو خدا اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے گا۔ (۳۴)

حوالہ جات

۱ القرآن ۔ ۹: ۷۹
۔۲ ایضاً ۔ ۲۴: ۵۳
۔۳ ایضاً ۲: ۲۱۸
۔۴ ایضاً ۹: ۱۲۳
۔۵ ایضاً ۴: ۷۴
۔۶ ایضاً ۴: ۷۶
۔۷ ایضاً ۲: ۱۵۴
۔۸ ایضاً ۵: ۳۴
۔۹ ایضاً ۲: ۲۱۸

۱۰۔ ایضاً ۴: ۹۵۔۹۶

۱۱۔ نوری، ابو محمد الحسن المازندرانی، بیروت، ج / ۲ص / ۲۴۵

۱۲۔ رے شہری، آیت اللہ محمدی، میزان الحکمہ، حدیث ۲۶۷۳ بحوالہ امالی مفید

۱۳۔ علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، چاپ دوم، بیروت موسستہ الوفا ۱۴۰۳

ابن ابی الحدید۔ شرح نہج البلاغہ، ج / ۲ص / ۴۷ نورا CD ، مرکز تحقیقات کاپیوتری علوم اسلامی

۱۴۔ ابن جبیر، غرر الحکم فی درر الکلم و تفسیر نور الثقلین، عبد علی بن جمعہ الحویزی ج / ۱ ص / ۴۰۸

۱۵۔ القرآن ۴۷: ۳۱

۱۶۔ ایضاً ۳: ۱۴۶

۱۷۔ القرآن ۳: ۱۴۸

۱۸۔ ایضاً ۹: ۱۲

۱۹۔ علی المتقی، کنز العمال، خ ۱۱۰۰۹، حیدرآباد ۱۳۶۴ھ ابوداؤد، سنن ابوداؤد خ۔ ۲۶۷۰

۲۰۔ القرآن ۹: ۱۶

۲۱۔ ایضاً ۹: ۱۹۔ ۲۰

۲۲۔ ایضاً ۹: ۲۴

۲۳۔ ایضاً ۹: ۲۹

۲۴۔ ایضاً ۹: ۷۳

۲۵۔ ایضاً ۴: ۷۵

۲۶۔ ایضاً ۲: ۱۹۳

۲۷۔ ایضاً ۹: ۳۸۔۳۹

۲۸۔ بحار الانور۔ ج / ۱۰۰، ص / ۹، تفسیر نور الثقلین، ج / ۴، ص / ۵۰۶

۲۹۔ القرآن ۹: ۹۴۔۹۶

۳۰۔ نوری، ابو محمد الحسین المازندرانی، مستدرک الوسائل، ج / ۲، ص / ۲۴۵، نور CD ، مرکز تحقیقات کاپیوتری علوم اسلامی

۳۱۔ ایضاً، ج / ۲، ص / ۲۴۶

۳۲۔ کنز العمال، ج ۱۰۷۳۰

۳۳۔ حرعاملی، شیخ محمد بن حسن بن علی بن حسین، وسائل الشیعہ، ج / ۱۱، ص / ۱۴، نور CD

۳۴۔ مستدرک الوسائل ج / ۲، ص / ۲۴۵